اداریہ

شام پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کا امریکی منصوبہ

تحریر: استاد علی مصطفیٰ البکری

(ترجمہ)

شام میں امریکی پالیسی کا باریک بینی سے جائزہ لینے والا ہر شخص اس بات کو بخوبی سمجھتا ہے کہ امریکہ وہاں اپنے اثر و رسوخ اور تسلط کو مضبوط بنانے کے لیے کس قدر مسلسل اور تیزی سے کوشاں ہے۔ وہ عبوری مرحلے کو اس طرح موڑنا چاہتا ہے جس سے اس کے اور اس کے اتحادیوں کے مفادات کی تکمیل ہو سکے۔ امریکہ ،شامی انتظامیہ کی اس طرح رہنمائی کر رہا ہے تاکہ شام کی داخلی و خارجی پالیسیاں، اس کی شناخت اور اس کے سیاسی نظام کی ساخت امریکی مفادات اور اس کی ترجیحات کے مطابق ڈھل سکیں چنانچہ امریکہ شام کو ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دے گا کہ وہ حقیقی سیاسی آزادی حاصل کر سکے اور نہ ہی وہ ایسا استحکام قائم ہونے دے گا جس کا وہ محض دعویٰ کرتا ہے۔

اسی لیے خطے کے حوالے سے اپنے منصوبوں کو آگے بڑھانے کے لیے امریکہ کی جانب سے نئی انتظامیہ پر مطالبات کا تانتا بندھ گیا ہے، جن میں سب سے اہم ایسے علاقائی تعلقات کا قیام ہے جو امریکی نقطہ نظر کے عین مطابق ہوں۔ امریکہ نے اس نئی انتظامیہ کی حمایت کو متعدد سیکیورٹی اور سیاسی امور سے مشروط کر رکھا ہے، جن میں نام نہاد "دہشت گردی" کے خلاف جنگ، اقلیتوں کا تحفظ، سیکیورٹی مذاکرات کو آگے بڑھانا اور غاصب یہودی وجود کے ساتھ تعلقات کی استواری شامل ہے، تاکہ بالآخر ابراہم معاہدے پر دستخط کا راستہ ہموار کیا جا سکے۔

اب یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ امریکہ نے شام کے انقلاب کو کچلنے اور اپنے ایجنٹ بشار کو اقتدار میں برقرار رکھنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں جھونک دی تھیں۔ لیکن اللہ عزوجل نے اہل شام کو عزّت بخشی اور ان پر فتح و نصرت کا کرم فرمایا، جس کے نتیجے میں شام کا ظالم حکمران اور اس کے حواری راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے اور کل کے انقلابی اقتدار کے ایوانوں تک جا پہنچے۔ تاہم، انہوں نے اپنے تمام فیصلے امریکہ کے سپرد کر دیے ہیں، اور وہ اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اس کا کوئی مطالبہ رد کرتے ہیں!

اس کے باوجود، امریکہ اور یہودی وجود کے دلوں میں خوف کا احساس اب بھی پوری طرح برقرار ہے، اور یہ خوف اہل شام کے اندر موجود جہادی جذبے سے ہے۔ چنانچہ اس جذبے کو ختم کرنا ہی امریکہ کا بنیادی ہدف بن چکا ہے تاکہ وہ شام پر اپنا مکمل تسلط قائم کر سکے۔ کیونکہ صرف حکمرانوں کی تابعداری پر اکتفا کرنا اس بات کی ضمانت نہیں دیتا کہ عوامی بیس اور مخلص مجاہدین بغاوت نہیں کریں گے، خاص طور پر جبکہ وہ نئی فوج کی اکثریت پر مشتمل ہیں۔

مختلف فریقوں نے شام پر کنٹرول کو مضبوط بنانے کے لیے کردار تقسیم کر لیے ہیں، جہاں شام کے نئے حکمرانوں نے امریکہ کو خوش کرنے کے لیے اپنا مقررہ کردار ادا کیا ہے۔ اس انتظامیہ نے سیکولر و لبرل (سول) ریاست کے تصورات کو پختہ کرنے کے لیے سابقہ آئین اور وضع کردہ قوانین کو برقرار رکھا ہے تاکہ نئی ریاست کو اسلامی شناخت سے محروم کیا جا سکے اور شرعی احکام کو پسِ پشت ڈالا جا سکے۔ اور اس نے آلِ اسد کے اقتدار کے خاتمے کو دو سال سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے باوجود محض معمولی اور برائے نام قانونی اصلاحات پر ہی اکتفا کیا ہے۔

اسی طرح نئی انتظامیہ نے سابقہ انتظامی ڈھانچے کے اکثر اہلکاروں کو اسی حالت پر برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے، اور یہ عذر پیش کیا ہے کہ اداروں کو ان کے تجربے کی ضرورت ہے اور ان سے صرفِ نظر ممکن نہیں ہے۔ حالانکہ ان میں سے بیشتر افراد اہم اور حساس عہدوں پر فائز ہیں، اور یہ تمام اقدامات باہمی امن قائم رکھنے اور معاشرتی تنوع کے تحفظ کا بہانہ بنا کر کیے گئے ہیں۔

جہاں تک (قومی) مصالحت کا تعلق ہے، تو اس نے ان بہت سے لوگوں کو بری کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے جو بشار کے زوال سے قبل انقلاب سے وابستہ لوگوں کے خلاف سنگین مظالم کے مرتکب ہو رہے تھے۔ ان دانستہ اقدامات کے نتیجے میں انقلاب کی اصل عوامی قوت کو پسِ پشت ڈال کر اس کے حقوق سلب کر لیے گئے ہیں، حالانکہ اسی

نے ہر قیمتی چیز کی قربانی دی تھی اور بدترین مظالم کا سامنا کیا تھا۔ اب اس کے اندر یہ بڑا سوال جنم لے رہا ہے کہ: کیا ہم نے اسی دن کے لیے سینکڑوں ہزاروں شہداء کی قربانی دی تھی؟!

انقلابی روح کو ختم کرنے کے اہم ترین اقدامات میں سابقہ تمام انقلابی نعروں اور اہداف کو ترک کرنا، شام کے انقلاب کے بنیادی اصولوں سے انحراف کرنا اور ان سے بغاوت کرنا شامل ہے، تاکہ وضعی (انسان ساختہ) قوانین برقرار رہیں اور تمام اسلامی تصورات غائب ہو جائیں۔ یہاں تک کہ اسلامی شعائر پر بھی پابندی عائد کی جا رہی ہے، جیسا کہ شام کی وزارتِ دفاع نے 24 اگست 2025ء کو ایک سرکلر جاری کیا جس کے تحت فوجی اہلکاروں پر وزارت کی طرف سے سرکاری طور پر جاری کردہ نشانات کے علاوہ کسی بھی قسم کے شارے یا نعرے لگانے پر پابندی لگا دی گئی۔

اسی طرح (قوم پرستی) کا بوسیدہ تصور اب سیاسی بیانیے کا محور اور تمام سیاسی تحرک و مواقف کی بنیاد بن چکا ہے۔ چنانچہ نہ تو فلسطین کا مسئلہ اور نہ ہی غزہ میں رونما ہونے والے واقعات اب ہمارا موضوع رہے ہیں، بلکہ ہماری کاوشوں کی حد صرف یہ رہ گئی ہے کہ 1974ء میں امریکہ کے اس وقت کے وزیرِ خارجہ ہنری کسنجر کی زیرِ نگرانی یہودی وجود کے ساتھ طے پانے والے فوجوں کی علیحدگی کے معاہدے (ڈس انگیجمنٹ ایگریمنٹ) کی طرف واپس لوٹا جائے۔

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ شام کے متعدد عہدیداروں نے "انقلاب" کے مصطلح کی جگہ "بحران" کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے، تاکہ پہلے مرحلے میں اسے سرکاری سیاسی استعمال سے خارج کیا جائے اور بعد ازاں اسے مکمل طور پر ختم کر دیا جائے، تاکہ لوگوں کے ذہنوں سے انقلاب کا تصور تدریجی طور پر محو ہو جائے۔ یہ تمام امور امریکہ کے مطالبات پر عمل درآمد کے طور پر کیے جا رہے ہیں تاکہ شام کے فرزندوں میں پھیلے ہوئے انقلابی اور اسلامی جذبے کا خاتمہ کیا جا سکے۔ یہ عمل امریکی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے اپنی اسنادِ وفاداری پیش کرنے کے مترادف ہے، خواہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اہل شام کے مخلصین کے مقاصد کی قیمت پر ہی کیوں نہ ہو۔

دوسری جانب امریکہ شام کے وسائل خصوصاً تیل اور گیس پر اپنا تسلط مضبوط بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں شام میں تیل اور گیس کی تلاش، مرمت اور پیشرفت کے لیے متعدد امریکی تیل کی کمپنیوں کے ساتھ معاہدے کیے گئے ہیں، اور یہ تمام کاوشیں امریکی مبعوث ٹام باراک کی نگرانی میں ہو رہی ہیں۔ ٹام باراک نے 4 فروری 2026ء کو بحرِ روم میں شام کے علاقائی سمندری حدود میں امریکی کمپنی شیورون (Chevron) کی جانب سے تیل و گیس کی تلاش کا معاہدہ طے پانے کے بعد کہا تھا: "امریکہ کا سب سے بڑا نشان شیورون کمپنی ہے... جہاں کہیں شیورون جاتی ہے، وہاں امریکی مفادات پہنچ جاتے ہیں"۔ اس کے علاوہ بھی کئی امریکی کمپنیاں شام کے تیل اور گیس کے شعبے میں کام کر رہی ہیں، جہاں بعض ذرائع کے مطابق رمیلان آئل فیلڈ کی مرمت اور آپریشن میں ایک کمپنی کا حصہ 60 فیصد سے بھی تجاوز کر چکا ہے۔

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ امریکہ عراقی تیل اور بحرِ روم کے درمیان رابطے کے لیے شام کے جغرافیائی موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے، کیونکہ توانائی کے ذرائع اور ان کی سپلائی لائنیں امریکی مفادات کے لیے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔

معاملہ صرف یہی نہیں، بلکہ بہت سے عمومی مفادات اور سرمایہ کاریوں کی نجکاری (پرائیویٹائزیشن) کر دی گئی ہے تاکہ ملک میں سرمایہ دارانہ معاشی نظام کو مضبوط کیا جا سکے اور اس کے وسائل بڑے سرمایہ داروں اور بڑی کمپنیوں کے ہاتھوں میں چلے جائیں۔ جبکہ دوسری طرف عوام کی حقیقی دیکھ بھال کا نام و نشان نہیں ہے جس سے غربت اور احتیاج میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس پالیسی کا مقصد لوگوں کو روزی روٹی کی فکر میں الجھائے رکھنا ہے تاکہ وہ ان بنیادی مسلّمات سے انحراف کو قبول کر لیں جن پر وہ پہلے قائم تھے۔

اس کے علاوہ، اقوامِ متحدہ کے بین الاقوامی استعماری نظام کے تحت شام کو برقرار رکھنے کے لیے بین الاقوامی قوانین اور اداروں کے ساتھ رابطہ قائم رکھا گیا ہے، اور اس کی معیشت کو بین الاقوامی مالیاتی اداروں جیسے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) اور ورلڈ بینک سے منسلک کر دیا گیا ہے تاکہ معاشی وابستگی کے ذریعے سیاسی فیصلے کو یرغمال بنایا جا سکے۔

نئی فوج کی ساخت کو ہدف بنانے والے اقدامات میں سب سے نمایاں وہ کارروائیاں ہیں جو یہودی وجود کے ذریعہ انجام دی جا رہی ہیں، جیسے کہ اسلحے کے بالخصوص بھاری ہتھیاروں اور میزائلوں کے گوداموں کو تباہ کرنا اور شامی

حدود میں بار بار گھس بیٹھ کر کے علاقوں پر قبضہ کرنا، بغیر اس کے کہ ان کا کوئی جواب دیا جائے یا کوئی نمایاں سیاسی موقف سامنے آئے۔

چونکہ فوج کا بنیادی دھڑا زیادہ تر انقلابیوں پر مشتمل ہے، اس لیے قومی حدود کے اندر ہی فوجی خدمت کے تصور کو مسلط کر کے فوج کے فکری ڈھانچے کو تبدیل کرنا لازمی سمجھا گیا، اور جو بھی اس کی پابندی سے انکار کرے اسے الگ تھلگ کرنے اور نکال باہر کرنے کے اقدامات کیے گئے۔ لیکن سب سے زیادہ خطرناک بات فوج کی ترکیب کے ساتھ چھلاوا ہے، جہاں ایسے عسکری گروہوں کو جن کا کوئی جہادی رجحان نہیں ہے، فوج کی ساخت میں شامل کیا جا رہا ہے، جیسے کہ "قسد" (سیرین ڈیموکریٹک فورسز)، جو کل تک ان کے خلاف برسرِ پیکار تھی، اور اسے "شمولیت" کا نام دیا جا رہا ہے۔ یہ تمام عمل امریکہ کی نگرانی میں ہو رہا ہے، اور شام کے صدر احمد الشرع نے 11 نومبر 2025ء کو واشنگٹن پوسٹ کے ساتھ ایک انٹرویو میں صراحت کے ساتھ کہا تھا: "میرے خیال میں سب سے بہتر حل یہ ہے کہ شام میں موجود امریکی افواج حکومت کی افواج میں سیرین ڈیموکریٹک فورسز کے ضم ہونے کی نگرانی کریں"۔

یہ انضمام، جو امریکہ ہی کی نگرانی میں انجام پائے گا، اس جامع منصوبے کا ایک اہم حصہ ہے جس پر شام کے میدانِ عمل میں موجود تمام فریق کام کر رہے ہیں، تاکہ امریکہ شام پر اپنا کنٹرول مکمل کر سکے۔

امریکہ کی اس سازش کو ناکام بنانا صرف اسی وقت ممکن ہے جب مخلص لوگ اپنا اختیارِ فیصلہ واپس لیں، ہمارے خلاف سازشیں کرنے والے ممالک کے ہاتھ کاٹ ڈالیں، اور اس اللہ پر کامل توکل کریں جس نے ہمیں عزت بخشی اور نصرت سے نوازا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم زمین پر اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کے لیے مخلصانہ جدوجہد کریں، تاکہ ہم دنیا و آخرت میں اپنی عزت اور کامیابی حاصل کر سکیں۔

ولایہ شام میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کے سربراہ